رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتٰی یغیروا ما بانفسہم رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم

قادیان

دور جدید

ہفتہ وار

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ٭ مدیر مسؤل
شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
حکومت اور والیان
ریاست
ین و
خدا کے فضل سے شائع
ہوتا ہے
قیمت فی پرچہ
۲/

جلد ۴۰ ۳۰ رجب / ۷ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ / ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء یوم پنجشنبہ نمبر ۲۴-۲۵

The Editor,
The Muslim Times
63 Melrose Road
S. W. 18.
London.
(England)

احمدی حجاج کیلئے اطلاع

میں چونکہ جہاز ایس ایس اسلامی پر ملازم ہوں۔ اور ہر سال خود بھی حج کے لئے جاتا ہوں۔ اس لئے جو احمدی دوست بھی ایس۔ ایس اسلامی پر سفر کرتے رہتے ہیں میں ان کے آرام کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا رہا ہوں۔ اور اسی طرح میں نے معلم اسحاق خاں کمال الدین کے ذریعے متواتر تین چار سال سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں انتظام کر رکھا ہے۔ میں خود بھی وہاں ہی ہوتا ہوں۔ اس لئے اعلان کرتا ہوں کہ احباب ایس۔ ایس اسلامی پر مجھ سے مل کر ہر طرح مدد لے سکتے ہیں اور جدہ میں **معلم اسحاق خاں کمال الدین** کے نام پر اتریں۔ انشاءاللہ کوئی تکلیف نہ ہوگی

شیخ محمد ابراہیم علی عرفانی
معرفت دفتر اخبار سالار ۲۶۴
لیاقت منزل بلاسس روڈ بمبئی ۸

اسرار حقیقت

منافقوں کو کوئی درد آشنا نہ ملا
خدا کو چھوڑ کے تنکے کا آسرا نہ ملا

فریب نفس نے وہ سبز باغ دکھلائے
بہار گلشن احمدؐ میں کچھ مزا نہ ملا

خدا نے بادۂ عرفان کر دیا ارزاں
کہ تا کہے نہ کوئی "مجھ کو ساقیا نہ ملا"

اٹھا ہے ابر گہر بار بزم احمدؐ میں
وہ کیا شقی ہے جسے ساغر بقا نہ ملا

کچھ ایسے حسن کا جلوہ ہے میرے آقا میں
جہاں کو چھانا پہ کوئی حضور سا نہ ملا

مآل کذب کو جب دوربین سے دیکھا
تو اس میں کچھ بھی بجز دشنۂ قضا نہ ملا

جما رہے تھے کبھی قادیاں میں جو اڈے
وہ یوں اڑے کہ کہیں ان کا نقش پا نہ ملا

سمجھ رہے تھے ہزاروں کو ہم خیال اپنا
مگر نکلنے پہ کوئی بھی ہمنوا نہ ملا

نکل کے دیر سے کعبے کا رخ کیا لیکن
"جناب شیخ کو کعبے میں بھی خدا نہ ملا"

اسلم بی۔اے قادیان

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل قادیان سے شائع ہوا

سیرت المہدی کا ایک ورق

شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی کی قلم سے

منافقوں کا انجام بد

حضور اپنی مجلسوں میں یہ بھی تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو طرح طرح کی آزمائشوں سے آزمائیگا۔ فرماتے کہ اس خبر سے مجھے خوشی بھی ہوتی ہے۔ اور غم بھی۔ کیونکہ یہی سنت اللہ ہے۔ کیونکہ وہ آزما کر پکوں اور کچوں کو جدا کر دے۔

فرماتے کہ مجھے غم تو اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش بہت سخت ہوا کرتی ہے۔ اور اس میں پورا اترنا ہر شخص کا کام نہیں ہوا کرتا۔ ہاں وہ شخص پورا اتر سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے نوازنا چاہے۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایسے آدمی جو بظاہر نہایت ہی خدمت گذار اور اخلاص میں ڈوبے نظر آتے ہیں۔ وہ اپنے پوشیدہ نقائص کی وجہ سے عیوب کی تلاش میں لگ جاتے ہیں۔ اور گندے سے گندے الزام لگانے شروع کر دیتے۔ اور مخلصین سے کٹ کر مردود اور مخذول ہو جاتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں حضور مرزا خدا بخش کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ کہ دیکھو مرزا خدا بخش بظاہر کیسا خدمت گذار تھا۔ اور اخلاص میں ڈوبا ہوا نظر آتا تھا۔ مگر اس نے مجھ پر ایسا الزام لگایا کہ ایک ادنےٰ درجہ کا انسان بھی اسے صحیح تسلیم نہیں کر سکتا۔

حضور ذکر فرما کر جماعت کو ڈرایا کرتے تھے۔ کہ جماعت کو چاہئیے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے تقوےٰ طلب کرتی رہے۔ حتیٰ کہ شیطان مایوس ہو جائے۔ اور سرنگوں ہو جائے۔ اور کثرت سے استغفار اور ذکر الٰہی میں مصروف رہیں۔

میں عرض کرتا ہوں کہ وہ احباب جن کو اس زمانے کی صحبت کا موقع ملا۔ وہ جانتے ہیں کہ میرزا خدا بخش کس طرح گداز ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اور خدمت دین کے لئے جوش ظاہر کیا کرتا مگر اس کی اندرونی بیماری کی وجہ سے شیطان اس پر مسلط ہو گیا۔ اور اس نے اسے منہ کے بل گرا دیا۔ اور تقوےٰ کے بلند مقام سے گرا کر نیچے ڈال دیا۔ پس بالکل ڈرنے کا مقام ہے۔ آج پھر وہی نظارہ شیخ عبدالرحمن مصری کے وجود سے نظر آیا۔ جو ایک عرصہ تک خدمت دین کا اظہار کرتا رہا جس سے اسے خیال پیدا ہوا کہ وہ کچھ اثر اور رسوخ رکھتا ہے۔ حالانکہ نہ اس کا کوئی ذاتی اثر تھا نہ رسوخ۔ یہ جو کچھ تھا حضرت امام علیہ السلام کا احسان تھا۔ مگر جب مخفی کبر نے اسے اس مقام پر کھڑا کر دیا۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ڈرایا کرتے تھے۔ تو وہ نہ صرف سلسلہ سے کٹ گیا۔ بلکہ نیکی اور تقوےٰ کی راہوں سے دور جا پڑا۔ سو میرے دوستو! یہ مقام عبرت ہے۔ چاہئیے کہ ہر مومن ایسے لوگوں کا انجام دیکھ کر توبہ اور استغفار کرتا رہے۔ تا اس قسم کی ٹھوکروں سے محفوظ رہے

اس جگہ میں خدائے قدوس کی قسم کھا کر اس امر کا بھی اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ خلافت ثانیہ کے قیام سے قبل اللہ تعالےٰ نے مجھ پہ اپنے اس راز کو کھولا کہ میں نے فلاں شخص کو خلیفہ بنا دیا۔ پس یہی وہ اولوالعزم اور غیور امام ہیں۔ جن کو خدا نے اپنی قدرت کے ساتھ چنا اور منتخب کیا۔ ان کی آواز خدا تعالےٰ کے ارادہ اور مشیّت کی آواز ہے۔ اور جو شخص بھی اس آواز کے خلاف آواز لگائے گا خواہ وہ مصری ہو یا کوئی اور۔ اس کی آواز خدا کے ارادہ کے خلاف ہوگی۔ اس لئے اگر اس نے توبہ نہ کی تو اس کی آواز اس پر لوٹا دی جائیگی اور اس کے لئے سوائے بربادی کے کچھ نہ ہوگا۔ اور یہی منافقوں کا انجام ہے۔

فتنہ پردازوں کی باتیں مت سنو

ہمارے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی پاک زبان سے ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک حالات سنا کر دنیا کی محبت ہمارے قلوب سے سرد کرنے کی کوشش فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے ہر قسم کے رذائل سے بچنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضورؑ نے فرمایا مومن کو چاہئیے۔ کہ ان تمام رذائل سے بچے جن سے نہ دین کا کوئی فائدہ ہو اور نہ دنیا کا۔

پھر فرمایا

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ فتنہ پردازی کے طور پر باتیں سنانی شروع کر دیتے ہیں۔ تا آپس میں بغض و حسد کی آگ لگائی جائے۔ اور قوم میں فتنہ و فساد پیدا کیا جائے۔

پس ہوشیار مومن وہی ہے جو ایسے لوگوں کی باتیں نہ سنے۔ اور ان کو ایسی باتوں سے جرأت سے روک دے اور ان کو نصیحت کرے کہ تم ایسی عادت کو چھوڑ دو۔ اور خدا سے دعا اور استغفار کرنی چاہئیے۔ اور ایسے لوگوں سے باتیں کرنی چھوڑ دینی چاہئیں۔ تا ان کی یہ بد اخلاقی دور ہو جائے۔ حضورؑ فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے صحابہ کو ایسے لوگوں سے ڈرایا کرتے تھے۔ اور میں بھی اپنے دوستوں کو یہی نصیحت کرتا ہوں۔

حضورؑ یہ بھی فرماتے کہ ایسے لوگ بالکل خدا تعالےٰ سے غافل ہوتے ہیں۔ اور اگر خدا تعالےٰ سے ان لوگوں کا تعلق ہوتا۔ تو وہ کبھی ایسی بد اخلاقی میں مبتلا نہ ہوتے۔ اور نہ اپنے ایمان کو ضائع کرتے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کے اعمال ضائع کئے جائیں گے۔

پھر فرمایا

یہ مرض بدظنی سے پیدا ہوتی ہے۔ بعض وقت ایک شخص نہایت سادگی اور نیک نیتی سے ایک بات کہتا ہے۔ اور اسے خبر بھی نہیں ہوتی کہ جو بات میرے منہ سے نکلی ہے اس سے لوگوں کو کیا ابتلا آئیں گے۔ مگر بد قسمت بدظنی کرنے والا اس بات کو کسی اور رنگ میں لوگوں میں پھیلانی شروع کر دیتا ہے۔ اور کہنے والے کے خلاف ایسی باتیں کہنے لگتا ہے جو اس کے وہم و گمان

(بقیہ صفحہ آٹھ کے دوسرے کالم پر دیکھیں)

چنانچہ حضرت نورالدین نے بارہا اپنے درس قرآن میں فرمایا کہ

"قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے اور تلاوت کی اصل غرض عمل ہے۔ اور یہ غرض پوری نہیں ہو سکتی جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے"

اسی لئے انہوں نے بہر عمر اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ غرض قرآن مجید کے ترجمہ کی طرف نورالدینؓ کو توجہ ہوگئی تو انہوں نے قرآن مجید کے فہم کے لئے اپنی تمام طاقتوں کو مبذول کیا۔ اور کسی نافہم مقلد کی طرح نہیں بلکہ خود اپنا نفس مطہر کرکے قرآن مجید کے مطالب و منشار کے سمجھنے کے لئے خدا میں ہو کر سعی کی تاکہ حقیقت و معرفت کے دروازے کھل جائیں جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

تمام علوم اور کتب کا پڑھنا محض قرآن کریم کی محبت کیلئے تھا

نورالدین کو مطالعہ کتب کا بہت شوق تھا۔ اور ہر وقت وہ اس شغل کو جاری رکھتے تھے۔ بلا مبالغہ لاکھوں روپیہ اس شوق پہ خرچ کئے۔ مگر مطالعہ کتب اور یہ اخراجات محض قرآن کریم کی محبت کا ایک کرشمہ تھے نورالدین آخر عمر میں جب گھوڑی سے گر کر بیمار ہوا۔ اس وقت کسی نادان نے اعتراض کیا۔ کہ یہ چوٹ محض اس لئے لگی ہے کہ نورالدینؓ نے ہزاروں ہزار کتابیں پڑھی ہیں۔ نورالدینؓ نے ۱۹۱۱ء کے سالانہ جلسہ میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا

مجھے کیا پسند ہے؟ خدا کی کتاب

"مجھے قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں لگتی۔ ہزاروں کتابیں پڑھی ہیں۔ ان سب میں مجھے خدا کی کتاب ہی پسند آئی

ہاں! ایک احمق نے بڑھ کر ایک بات کہی ہے۔ وہ مجھے کہتا ہے کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے سر کو چوٹ کیوں لگی؟ اور کیوں وہ کچلا گیا؟ وہ احمق اس چوٹ کی وجہ بتاتا ہے کہ تم نے ہزاروں ہزار کتابیں پڑھیں۔ مگر قرآن شریف کو چھوڑ دیا اس واسطے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کے موافق تمہیں سزا دیا۔ اور سر کچلا گیا۔ وہ احمق نہیں جانتا کہ میرا سر خدا ہی کے فضل سے بالکل محفوظ ہے۔ باوجودیکہ تم نے دیکھا کہ چوٹ لگی اور سال گذشتہ کے انہیں دنوں دنوں میں بچنے کی امید نہ تھی۔ کلوروفارم کے ذریعہ اور کلوروفارم کے بدوں بھی اس زخم پہ عمل جراحی ہوا۔ مگر ڈاکٹر و دوسرے لوگ جانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے میرے دماغ کی کیسی حفاظت فرمائی۔ جو لوگ میری صحبت میں رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ

اللہ تعالےٰ کی کتاب سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں۔ اور میری غذا جس سے میں زندہ رہتا ہوں اللہ تعالےٰ کی کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے اس کتاب کی محبت اور اس کا فہم دیا ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ یہ اسی کا رحم ہے۔ کہ اس کتاب کا فہم رکھنے والا پاگل نہیں دیکھا پھر اللہ تعالےٰ نے میری دماغی قوتوں کی خود حفاظت فرمائی ہے۔ یہ اس احمق کو غلطی لگی ہے جو وہ سمجھتا ہے کہ میرا سر کچلا گیا۔

دوسری کتابیں کیوں پڑھیں

میں نے دوسری کتابیں پڑھیں ہیں اور بہت پڑھی ہیں۔ مگر اس لئے نہیں کہ قرآن کریم کے مقابلہ میں وہ مجھے پیاری تھیں۔

بلکہ محض اسی نیت اور غرض سے کہ قرآن کریم کے فہم میں معاون ہوں"

غرض نورالدینؓ کو قرآن کریم کے فہم اور تدبر کے لئے ایک ذوق اور شوق تھا۔ اور اس کا ابتدائی بیج اس تاجر کے ذریعہ بویا گیا جو کلکتہ سے ایام غدر میں بھیرہ آیا تھا۔ پھر جہاں جہاں آپ گئے قرآن مجید کا شوق بڑھتا گیا اور قرآن مجید کے ترجمہ پڑھنے کی جس تحریک کو کسی سے سنا اس سے ہی محبت بڑھتی گئی اس موقعہ پہ بیان کر دینا غیر ضروری نہ ہوگا جو فسانہ عجائب کے مصنف کی شاگردی میں پیش آیا۔ جس کا ذکر بارہا آپ نے فرمایا۔ لیکن قرآن مجید کی محبت کے

فسانہ عجائب کے مصنف کی شاگردی اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے محبت

سلسلہ میں ۵ اگست ۱۹۱۰ء کے خطبہ جمعہ میں آپ نے ذکر کیا۔ یہ اتفاق آپ کو رامپور میں ہوا جہاں آپ حکیم علی حسن صاحب لکھنوی کے ساتھ رہتے تھے۔ اور وہاں مرزا رجب علی بیگ سرور جو ایک بوڑھے آدمی تھے رہتے تھے۔ ان سے حضرت نورالدین کی تقریب بظاہر تو فسانہ عجائب کے پڑھنے کے سوال سے ہوئی۔ مگر پھر رجب علی صاحب کے شیعہ سے سنی ہونے پر گفتگو چلی (تمام واقعہ کسی دوسرے موقعہ پر درج کیا جائے گا) انہوں نے اپنے دہلی جانے کا واقعہ بیان کیا۔ چنانچہ یہی حصہ اس مقام کے حسب حال ہے خطبہ جمعہ میں آپ نے نہایت اختصار سے بیان فرمایا تھا۔ اس لئے اس جگہ اتنا ہی حصہ درج کرتا ہوں

"اس نے (مصنف فسانہ عجائب) مجھ سے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی ملاقات کا ذکر کیا (اور اس بات پہ مجھے فخر ہے کہ شاہ صاحب کی باتیں مجھے ایک واسطہ سے پہونچی ہیں) فرمایا قرآن پڑھو حق ظاہر ہوگا۔ عرض کیا عربی نہیں جانتا۔ فرمایا ہمارے بھائی رفیع الدینؒ نے ترجمہ لفظی لکھ دیا ہے۔ اگر کچھ شبہ ہو تو کسی مذہب کے عالم سے صرف اس لفظ کا ترجمہ پوچھ لو۔ پھر مذہب حقیقی کا پتہ لگ جائے گا میں تو دور تک پہونچا (حضرت نورالدین نے اس مذاکرہ سے اس اصل کو پا لیا۔ کہ قرآن مجید تمام نزاعوں اور اختلافوں میں حَکم اور قاضی ہے۔ ایڈیٹر) پس وہ سبق تو فسانہ عجائب کے دوسرے صفحہ تک رہ گیا۔ اور ہمیں قرآن شریف کی بڑھتی محبت ہوگئی پھر میں نے دیکھا ہے کہ قرآن شریف میں دو باتیں متخالف و متضاد ہرگز نہیں۔ یعنی یہ نہیں کہ ایک جگہ کچھ کہا جائے اور دوسری جگہ کچھ ہو۔ میرے دوستو! قرآن مجید جیسی کوئی کتاب نہیں۔ بلکہ اور کوئی کتاب ہی نہیں اس کی اتباع کرو۔"

قرآن مجید کی محبت کے متعلق نورالدینؓ کے ارشادات اور واقعات

قرآن مجید کے ساتھ جو محبت اور شغف آپ کو تھا۔ اس کا بار بار ذکر کرتے اور قرآن مجید کا کوئی ترجمہ یا تفسیر کسی زبان میں کہیں بھی شائع ہو تو ضرور منگواتے۔

"ہمارے پاس قرآن مجید کی مختلف زبانوں کی تفاسیر موجود ہیں۔ مثلاً سندھی زبان کی نہایت اعلیٰ درجہ کی تفسیر ہے۔ اسی طرح چینی زبان کی تفسیر بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ ایک تفسیر جاوی زبان کی بھی موجود ہے۔"

۲۶ فروری ۱۹۱۰ء بعد نماز فجر فرمایا۔

حیات نُور

نور الدین اعظم رضؓ

حضرت امیر المومنین نور الدین اعظم خلیفۃ المسیح اول کی ذات گرامی کے متعلق قبلہ والد صاحب نے کچھ مواد جمع کیا تھا۔ الحکم کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ حیات نُور کے عنوان سے کبھی کبھی کچھ شائع کرتا رہا ہے۔ آج کی اشاعت میں بھی ہم قبلہ عرفانی کبیر کے اس جمع شدہ مواد میں سے ایک ورق شائع کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں امید ہے کہ معزز قارئین اس موضوع کو پڑھ کر از بس مسرور و محظوظ ہوں گے۔

(ایڈیٹر)

قرآن کریم کی عظمت و محبت کا اثر

حضرت نور الدینؓ کے دل پر قرآن کریم کی عظمت و محبت کا اثر فطرتی تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ (جن کی نسل سے نور الدینؓ تھا) قرآن کریم کی آیات ہی کی تاثیر سے جاں ستاں سے جانفروش ہو گئے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار خادم بن گئے تھے۔ وہی جذبہ وہی تاثیر قرآن کریم سے محبت و عشق کی نور الدینؓ میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور یہ اتنی دور ہی کا اثر نہ تھا۔ بلکہ نور الدینؓ سے اوپر گیارھویں پشت تک حفاظ قرآن کریم کا سلسلہ چلا جاتا ہے۔ خود نور الدین کی والدہ اور باپ کو قرآن کریم سے انتہا درجہ کی محبت تھی۔ نور الدین کے باپ نے جب اپنی سب سے بڑی بیٹی کی شادی کی۔ تو رسوم متعارفہ کی پابندی کے عہد شدید میں بھی جہیز میں جو چیز سب سے بلند پایہ پیش کی وہ **قرآن مجید** تھا۔ چنانچہ نور الدین خود کہتا ہے۔

"جب ہماری سب سے بڑی بہن کی شادی ہوئی تو ہمارے باپ نے جہیز میں سب سے اوپر قرآن شریف رکھ دیا۔ اور کہا کہ ہماری طرف سے یہی ہے۔ اس قرآن شریف کا کاغذ حریری باریک بڑی محنت اور صرف زر سے میسر ہوا تھا۔ جلال پور جٹاں کے مولوی نور احمد صاحب نے سو روپیہ میں صرف لکھ کر دیا۔ جدول۔ رول۔ آئینیں بنانا۔ رنگ بھرنا۔ سونے کا پانی پھیرنا وغیرہ علاوہ" (۱۳ ستمبر ۱۹۰۶ء بعد نماز عصر)

یہ اس زمانہ کی بات ہے کہ جب روپیہ کی قیمت آج کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی۔ اور یہ روپیہ زمانہ حال کے کئی ہزار کے برابر کہا جا سکتا ہے۔ اور اپنی والدہ کے متعلق نور الدین کا بیان ہے کہ۔

"میری ماں اچھی پڑھی ہوئی اور قرآن شریف کو خوب جیتی سمجھاتی تھیں۔ وہ اعوان قوم میں سے تھیں"۔ (۱۵ مارچ ۱۹۰۷ء)

"والدہ صاحبہ جن سے ہزاروں لڑکیوں اور لڑکوں نے قرآن شریف پڑھا ہے" (دسمبر ۱۹۰۶ء)

"میری ماں کو قرآن کریم پڑھانے کا بڑا ہی اتفاق ہوتا تھا۔ انہوں نے تیرہ برس کی عمر سے قرآن شریف پڑھانا شروع کیا تھا۔

چنانچہ یہ ان کا اثر ہے کہ ہم سب بھائیوں کو قرآن شریف سے بہت ہی شوق رہا ہے - (۲۶ جون ۱۹۰۸ء قبل عصر در مسجد مبارک)

غرض نور الدینؓ قرآن کریم سے محبت و عشق اپنی فطرت میں ماں کے پیٹ سے لے کر آیا تھا۔ اور جن حالات میں نور الدینؓ نے پرورش پائی وہ ہر حالت میں اس کو قرآن مجید میں خاص تعلق پیدا کرنے کے موید رہے۔

نور الدینؓ نے قرآن کریم ماں کی گود میں پڑھا

جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے کہ نور الدینؓ کو قرآن کریم کی تعلیم تدریس کا خاص شوق تھا۔ ان کے ہاں قرآن کریم کی تعلیم کا ایک باقاعدہ اور غیر مسلسل مدرسہ تھا۔ ایسی ماں کی گود میں قرآن مجید کا پڑھ لینا نور الدینؓ کے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔ چنانچہ نور الدین خود کہتا ہے کہ۔

"ابتداء ہی میں میں نے اپنی ماں کی گود میں قرآن شریف پڑھا ہے۔ اور انہیں سے پنجابی زبان میں فقہ کی کتابیں پڑھیں اور سنیں۔ اور کچھ حصہ قرآن شریف کا والد صاحب سے بھی پڑھا"

اس زمانہ میں قرآن مجید کا پڑھ لینا تو کوئی بڑی بات نہ تھی۔ عام طور پر مسلمان بچوں کو قرآن مجید پڑھایا جاتا تھا لیکن جو بات نور الدینؓ کو ممتاز کرتی ہے وہ قرآن مجید کا فہم اور اس کا عمل ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس کی زندگی کے واقعات میں اس بات کا مشاہدہ کریں کہ قرآن مجید کے ترجمہ کی طرف نور الدین کو کس طرح توجہ ہوئی۔

قرآن مجید کے ترجمہ کی طرف متوجہ ہونا

نور الدین قرآن مجید کے ترجمہ کی طرف متوجہ ہونے کو ایک عظیم الشان نعمت خود قرار دیتا ہے۔ اور لاریب یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ خصوصاً جب تیرھویں صدی کے اس حصہ کی تاریخ سے واقفیت ہو۔ جبکہ قرآن مجید کا ترجمہ کرنا بھی ایک گناہ عظیم نعوذ باللہ سمجھا گیا تھا۔ اور دہلی کے عظیم الشان انسان پر ترجمہ کرنے کے الزام میں خطرناک حملہ کرنے کا منصوبہ کیا گیا۔ جہالت و تاریکی کے اس عہد میں نور الدینؓ کو یکایک قرآن مجید کے ترجمہ کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ اور اس کے اسباب عجیب ہیں۔ نور الدین کے ہی الفاظ میں سنو!

"جناب الٰہی کے انعامات میں سے یہ بات تھی کہ ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کے پاس اس زمانہ میں روپیہ لے جایا کرتے تھے ہمارے مکان میں اترے۔ انہوں نے ترجمہ قرآن کی طرف یا یہ کہنا چاہیے کہ اس **گراں بہا جواہرات کی کان** کی طرف مجھے متوجہ کیا۔ جس کے باعث میں اس **بڑھاپے میں نہایت شادمانہ زندگی بسر کرتا ہوں وذالک فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یعلمون**"

اس وقت نور الدین کی عمر سولہ سترہ سال سے زیادہ نہ تھی۔ جب پہلی مرتبہ آپ کو قرآن مجید کے ترجمہ کی طرف توجہ ہوئی۔ اور یہ ایک بیج تھا۔ جو قرآن کریم کے ایک بے نظیر عالم اور شفیق معلم کے دل میں بویا گیا۔ اور پھر یہ درخت اس قدر بار آور ہوا کہ آج لاریب ہزاروں ہزار انسان ہیں۔ جنہوں نے نور الدین کے منہ سے ان معارف قرآنی کو سنا جو اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے نور الدین کو عطا فرمائے۔ (خدا کا شکر ہے کہ راقم بھی ان میں سے ایک ہے۔ بلکہ ان معارف کے نشر و اشاعت کی نعمت بھی پا چکا ہے والحمد للہ علی ذالک) نور الدین کا یہ شوق اور یہ جوش محض اس غرض اور نیت سے نہ تھا کہ وہ ایک بڑا عالم کہلائے بلکہ ان کی اصل غرض و غایت یہ تھی کہ

قرآن مجید کی تعلیم پر عملی قوت پیدا ہو جائے

”میں نے دنیا کے جملہ مذاہب کی کتابیں پڑھی اور سنی ہیں ژند۔ پاژند۔ سفرنگ۔ وساتیر۔ بائبل۔ وید۔ گیتا وغیرہ کتابوں پر بہت غور کیا ہے۔ دنیا کی تمام کتابوں کی اچھی باتوں کا خلاصہ اور بہتر سے بہتر خلاصہ قرآن کریم ہے۔ مولانا مولوی فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کے ملفوظات میں میں نے پڑھا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ہم نے مولانا شاہ عبدالقادر صاحب سے دو سو برس پہلے ایک بھاکا کا ترجمہ دیکھا ہے جس میں اللہ کا ترجمہ من موہن لکھا تھا۔ مجھ کو تو بڑا شوق ہوا کہ اس ترجمہ میں بڑے بڑے مفید الفاظ ہوں گے مگر ملا نہیں۔“

یہاں مجھ کو اسی امر پر نظر اور تنقید نہیں کرنی ہے کہ نورالدینؓ قرآن کریم کی تعلیم کو کس طرح پر دوسری کتب کی تعلیم کا مقابلہ کر کے افضل و اعلیٰ قرار دیتا ہے بلکہ میں اس شوق اور محبت کا اظہار کر رہا ہوں۔ جو اس کو قرآن مجید کے ترجمہ سے ہے۔ ایک کتاب کو نورالدینؓ پڑھ جاتا ہے۔ اور اس میں قرآن کریم کے کسی ہندی بھاکا میں ترجمہ کا ذکر آجاتا ہے وہ اس کی تلاش و جستجو میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ جب تک قرآن مجید سے عشق نہ ہو یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی۔

وہ ہر قسم کے ترجمہ کو خواہ وہ کسی نے ہی کیا ہو۔ ہر قسم کی تفسیر کو خواہ کسی مذہب والے نے کیوں نہ لکھی ہو مہیا کرتا۔ اور آج بھی اس کا کتب خانہ اس امر کا واقعاتی ثبوت اپنے اندر رکھتا ہے۔

قرآن کریم کیلئے ایک خاص غیرت

جہاں نورالدین ہر قسم کے ترجمے جمع کرنے کا عادی تھا۔ اسی محبت کا اقتضاء یہ بھی تھا کہ نورالدینؓ قرآن کریم کے لئے ایک غیرت اور حمیت کا زبردست جذبہ اپنے اندر رکھتا تھا۔ ۱۹۱۱ء کے ایام جلسہ میں ایک دوست نے قرآن مجید کے ایک ترجمہ کا مطبوعہ حصہ آپ کے پیش کیا۔ اس پر لکھا ہوا تھا کہ الہامی ترجمہ۔ اس کے متعلق نورالدینؓ نے اپنی تقریر سالانہ جلسہ میں کہا۔

”پرسوں ایک دوست نے مجھے قرآن مجید کا ایک ترجمہ دیا۔ اس پر لکھا تھا الہامی ترجمہ مجھے دیکھ کر بڑا دکھ ہوا۔ اور مجھ کو ہمیشہ دکھ ہوتا ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ ایک پاک لفظ کو گندے معنوں میں لے لیتے ہیں۔ مثلاً کلمہ تمام لڑکوں کو پڑھایا جاتا ہے کہ کلمہ لفظ مفرد کو کہتے ہیں۔ حالانکہ کلمے کی یہ تعریف قرآن مجید کے خلاف ہے۔

تمت کلمۃ ربک صدقا و عدلا

پھر کیا عدم صداقت اور عدم عدل کبھی کلمہ کی صحیح تعریف ہو سکتی ہے، کبھی نہیں۔

اصدق کلمۃ قال الا کل شیئ ما خلا اللہ باطل۔“

چونکہ مترجم نے لفظ الہام کی عملاً ہنسی کی تھی اس لئے نورالدینؓ کی غیرت قرآنی نے پسند نہ کیا کہ اس کا ذکر نہ کرے۔

پھر ایک موقعہ پر فرمایا (۲ نومبر ۱۹۱۱ء)

میں نے بائبل۔ وساتیر وید وغیرہ تمام مذاہب کی کتابیں پڑھی بھی ہیں اور سنی بھی ہیں۔ مجھ کو سب سے قرآن کریم ہی کی عظمت نظر آئی۔ اور کوئی چیز بھی گمراہی کا موجب نہیں ہو سکی۔ فالحمد للہ رب العلمین

قرآن مجید کے سمجھنے کیلئے نورالدینؓ کی مساعی

قرآن کریم کی طرف جب نورالدینؓ کا شوق اور توجہ دن بدن بڑھنے لگی۔ تو انہوں نے قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے کسی محنت اور صرف کی پرواہ نہیں کی۔ اور قرآن مجید کو کورانہ تقلید کے ساتھ نہیں پڑھا۔ بلکہ وہ خود اپنے نفس مطہر کو لے کر اس پر غور کرتے۔ اور تعلیمات قرآنی کی صداقت اور حقیقت کو ہمیشہ دلائل اور مشاہدات اور علوم صحیحہ کے رو سے دیکھنے کے عادی تھے۔ اس کا مختصر خاکہ ایک واقعہ سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا تھا۔

مسئلہ ناسخ منسوخ کا حل

قرآن مجید میں ناسخ منسوخ کے سوال پر ہمیشہ مسلمان علماء میں معرکۃ الآراء بحثیں ہوئی ہیں۔ اور بڑی بڑی کتابیں اس پر لکھی گئی ہیں۔ نورالدینؓ فطرتی طور پر اس امر کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کی وہ آخری اور کامل کتاب جو ہمیشہ کے لئے ایک ناطق شریعت کے رنگ میں آئی ہے۔ اور جس کی تعلیم صداقت کا مکمل نقشہ پیش کرتی ہے۔ اسی میں بعض آیات ناسخ اور منسوخ بھی ہوں۔ لیکن جہاں وہ اس تعلیم کو ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔ یہ بھی نہیں چاہتا کہ قرآن مجید کے متعلق کوئی ایسا عقیدہ قائم کرے جس کے لئے کوئی سند سلف صالحین میں سے اس کے ہاتھ میں نہ ہو۔ اگرچہ نورالدینؓ ان معاملات میں اس فرضی اور وہمی اجماع کا قائل نہ تھا۔ اس کی غرض اور مقصود اس قدر تھا کہ اگر کوئی فرد واحد بھی اس عقیدہ اور خیال کا ہو تو اس کو تقویت ہو سکتی ہے قرآن مجید کی تعلیم اور تفہیم کا سلسلہ عربی مدارس میں تو مفقود تھا۔ اور اب تک بھی قریباً ایسا ہی رنگ چلا جاتا ہے۔ اور علماء سے ایسے مسائل پر گفتگو کرنا بھی ایک مصیبت اور بلا کو لے لینا تھا۔ اگرچہ نورالدینؓ ان باتوں سے کبھی ڈرتا نہ تھا جیسا کہ آگے آئے گا۔ مگر اس کو اس قسم کے علماء نظر نہ آئے جو تحقیقی طور پر کوئی روشنی ڈال سکیں۔ اس لئے اس نے خود تحقیقات شروع کی۔ اور وہ آپ اس واقعہ کو بیان کرتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ تفسیر کے متعلق نورالدینؓ کا طرز عمل کیا تھا۔ اوپر میں نے بیان کیا ہے۔ کہ نورالدینؓ نے کثرت سے کتابوں کو پڑھا۔ اور ان کتابوں کے مطالعہ کی غرض محض قرآن مجید کی خدمت تھی نہ کچھ اور اس نے آپ ہی اس راز کو بھی بیان کیا ہے۔ اس کے عجائبات لکھنے اس کتاب میں دوسرا محل ہے۔ غرض تفسیر کے متعلق اپنے طرز عمل کا اظہار نورالدینؓ یوں کرتا ہے۔

”سب مسلمان جانتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کو کلمہ کہتے ہیں۔ مگر اب اس لفظ کے معنی بگاڑ کر لفظ مفرد کا نام کلمہ رکھ دیا جو صحیح نہیں۔ اس طرح پر بہت سے لفظ بگڑ گئے۔ اور ان کے شرعی معنے چھوڑ دئیے گئے۔ جن کو سن کر اور دیکھ کر مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ یہ مشکلات ہر زمانہ میں آئی ہیں اور ہم پر بھی آئی ہیں۔ ان مشکلات کو زیر نظر رکھ کر محض تعاون علی البر کے لئے میں کتابوں اور تفاسیر کو پڑھتا ہوں اور تفاسیر میں ان کو مقدم کرتا ہوں۔ جو مجھے قرآن کریم کا تذکرہ کرا دیں اور ان میں اس طرح پر تفسیر کی ہو کہ ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت سے ہو۔ اور پھر اس کے بعد میں اس تفسیر کو مقدم کرتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک کلمات سے کی گئی ہو

فوز الکبیر کس طرح حاصل کی

ایک زمانہ مجھ پر ایسا بھی گزرا ہے کہ ایک تفسیر سے شوق ہی پیدا ہو گیا۔ اور ایک دوست سے اس کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا کہ ہاں مل سکتی ہے دوسرے دن جب میں اس دوست کے پاس گیا۔ تو گو میں طالب علم تھا۔ تاہم اللہ تعالیٰ

نے طالب علمی کے زمانہ میں بھی مجھ کو مالدار رکھا ہے۔ میں جیب میں کچھ روپیہ ڈال کر لے گیا۔ میں نے اس دوست سے کہا کہ وہ کتاب آئی ہے تو عطا کر دو۔

انہوں نے کہا کہ ہاں کتاب تو آگئی ہے مگر اس کی قیمت پچاس روپیہ ہے۔ اس کتاب کے ساٹھ صفحے ہیں اور ایک اس کا ضمیمہ ہے اس کے دس صفحے ہیں۔ میں نے کہا بہت اچھا لائیے۔ اور میں نے پچاس روپیہ کا نوٹ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ وہ بولے کہ وہ کتاب طبع شدہ ہے۔ اور اسی شہر بمبئی میں چھپی ہے۔ میں نے کہا اچھا ہے۔ اس پر وہ کتاب انہوں نے مجھے دی اور میں اس کو لے کر فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اور تھوڑی دیر کے لئے باہر چلا گیا۔ وہاں تیلی کی گلی مشہور ہے اس کا یہ واقعہ ہے۔ پھر میں اندر گیا تو وہ حیران ہوا اور پوچھا کہ آپ باہر کیوں چلے گئے تھے۔ میں نے کہا کہ فقہی بحث ہے کہ تکمیل بیع کے لئے تفارق جسمی بھی بھی قول ہے ساتھ ضروری ہے یا نہیں۔ محدثین اور شوافع کا قول ہے کہ تفارق جسمی بھی چاہئیے۔ میں نے اس پر عمل کر لیا اور اس لئے باہر چلا گیا تھا تا کہ بالاتفاق کتاب میری ہو جائے۔ میری ۲۵ ویں پشت میں میرے ایک دادا نے اس مسئلہ پر عمل کیا تھا۔ میں نے اس کی سنت ادا کر لی۔

فقہی مسائل پر عمل کی مثال

پھر اس نے پوچھا کہ کتاب کو بھی دیکھا میں نے کہا

بہادے چندو درم جاں خریدم

اس کتاب کا نام مجھے قدرت ہی نے ہی سکھا دیا تھا۔ میں جب اس دوست کے پاس سے اٹھنے لگا تو اس نے کہا کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ آپ کی مہربانی ہے۔ تب اس نے کہا کہ اظہار محبت میں یہ پچاس روپیہ نذر کرتا ہوں میں نے کہا کہ میں ہوں تو طالب علم مگر میری جیب میں اب بھی روپیہ موجود ہے۔ اس نے بہر حال وہ پچاس روپیہ واپس کر دیا۔

ناسخ منسوخ کے مسئلہ پر ایک اور کتاب مدینہ طیبہ میں ملی

اسی طرح پر جب میں مدینہ طیبہ میں گیا تو ایک ترک کو مجھ سے بہت محبت تھی۔ اس نے کہا کہ اگر کوئی کتاب آپ کو پسند ہو تو ہمارے کتب خانہ سے لے جایا کریں۔ گو ہمارا قانون نہیں مگر آپ کے اس عشق و محبت کی وجہ سے جو آپ کو قرآن کریم سے ہے آپ کو اجازت ہے۔ میں نے کہا کہ مسئلہ ناسخ منسوخ کے متعلق کوئی کتاب دو۔ انہوں نے مجھے ایک کتاب دی جس میں چھ سو آیات منسوخ لکھی تھی۔ مجھے یہ بات پسند نہ آئی۔ ساری کتاب کو پڑھا۔ اور مزا نہ آیا۔ میں اس کتاب کو واپس لے گیا۔ اور کہا کہ میں جوان آدمی ہوں۔ اور خدا کے فضل سے یہ چھ سو آیات یاد کر سکتا ہوں۔ مگر مجھے یہ کتاب پسند نہیں وہ بڑا بڈھا اور ماہر تھا۔ اس نے ایک اور کتاب دی۔ اس کا نام اتقان ہے اور ایک مقام اس میں بتایا جہاں ناسخ و منسوخ کی بحث ہے۔ خوشی ایسی چیز ہے کہ میں نے ابھی پچاس والی کو پڑھا بھی نہیں تھا (وہ کتاب جو بمبئی میں خریدی تھی اور جس کا نام فوز الکبیر ہے۔ ایڈیٹر) گھر اسے لایا اور پڑھنا شروع کر دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ انیس ۱۹ آیتیں منسوخ ہیں۔ میں اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ گویا بادشاہ ہو گیا۔ میں نے کہا کہ ۱۹ یا ۲۱ آیتیں تو فوراً یاد کر لونگا مجھے بڑی خوشی ہوئی مگر مجھے ایسا قلب اور علم دیا گیا تھا کہ اس پر بھی وہ کتاب مجھے پسند نہ آئی

آخر میں نے کہا کہ یہ بھی پوری خوشی کا موجب نہیں۔ پھر مجھے خیال آیا کہ پچاس روپے والی کتاب بھی پڑھ دیکھیں۔ اس کو پڑھا تو انہوں نے لکھا کہ خدا تعالیٰ نے جو علم مجھ کو دیا ہے۔ اس میں پانچ آیتیں منسوخ ہیں یہ پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اب کیا مشکل ہے

میں نے جب ان پانچ پر غور کی تو خدا تعالیٰ نے مجھے سمجھ دی کہ ناسخ منسوخ کا جھگڑا ہی غلط ہے کوئی پانچ سو بتاتا تھا۔ کوئی انیس اکیس کوئی پانچ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تو صرف فہم کی بات ہے اور میں نے یہ قطعی فیصلہ خدا کے فضل سے کر لیا کہ ناسخ و منسوخ کا علم صرف بندوں کے فہم پر ہے۔ ان پانچ نے سب پر پانی پھیر دیا۔

ناسخ منسوخ پر مولوی محمد حسین بٹالوی سے گفتگو

یہ فہم جب مجھے دیا گیا تو اس کے بعد ایک زمانہ میں لاہور کے اسٹیشن پر شام کو اترا تو بعض اسباب ایسے تھے کہ چینیاں والی مسجد میں گیا۔ شام کی نماز کے لئے وضو کر رہا تھا۔ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے بھائی میاں علی محمد (محمد علی ایڈیٹر) نے مجھ سے کہا کہ جب عمل قرآن مجید و حدیث پر ہوتا ہے تو ناسخ منسوخ کیا بات ہے؟ میں نے کہا کچھ نہیں؟

اگرچہ وہ پڑھے ہوئے نہیں تھے (عالم مراد ہے عرفانی) گو میر ناصر کے استاد تھے انہوں نے اپنے بھائی سے ذکر کیا ہوگا یہ ان دنوں جوان تھے اور بڑا جوش تھا

---

* حاشیہ: اس واقعہ کو بوجہ اختصار سفر حرمین کے ضمن میں بھی حضرت نور الدینؓ نے لکھوایا۔ اس میں اس دوست کا نام مولوی عنایت اللہ صاحب بیان فرمایا اور تفارق جسمی کے سلسلہ میں اپنے دادا کی جس سنت کا ذکر کیا ہے اس میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا نام لیا ہے۔ عرفانی

میں نماز میں تھا اور وہ جوش سے ادھر ادھر ٹہلتا رہا جب میں نماز سے فارغ ہوا تو کہا ادھر آؤ۔ تم نے میرے بھائی کو کہہ دیا کہ قرآن میں ناسخ منسوخ نہیں۔ میں نے کہا ہاں نہیں ہے۔ تب بڑے جوش سے کہا کہ تم نے ابومسلم اصفہانی کی کتاب پڑھی ہے وہ احمق بھی قایل نہ تھا۔ میں نے کہا پھر تو ہم دو ہو گئے۔ پھر اس نے کہا سید احمد کو جانتے ہو۔ مراد آباد میں صدر الصدور ہے۔ میں نے کہا کہ میں رامپور بھوپال اور لکھنؤ کے علماء کو جانتا ہوں۔ ان کو نہیں جانتا۔ اس پر کہا کہ وہ بھی نہیں مانتا تب میں نے کہا بہت اچھا پھر اب ہم تین ہو گئے۔ کہنے لگا کہ سب بدعتی ہیں امام شعرانی نے لکھا ہے کہ جو نسخ کا قایل نہیں وہ بدعتی ہے۔ میں نے کہا کہ تم دو ہو گئے۔ میں ناسخ منسوخ کا ایک آسان فیصلہ آپ کو بتاتا ہوں۔ تم کوئی آیت پڑھ دو جو منسوخ ہو۔ اس کے ساتھ ہی میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ ان پانچ آیتوں میں سے کوئی پڑھ دے تو کیا جواب دوں؟ خدا تعالےٰ ہی سمجھائے تو بات ہے۔ اس نے ایک آیت پڑھی۔ میں نے کہا فلاں کتاب نے جس کے تم بھی قائل ہو اس کا جواب دے دیا ہے۔ کہنے لگا کہ ہاں ہے۔ پھر میں نے کہا کہ اور پڑھو تو خاموش ہی ہو گیا۔

علماء کو یہ وہم رہتا ہے ایسا نہ ہو ہتک ہو۔ اس لئے اس نے یہی غنیمت سمجھا کہ چپ رہے

بھیرہ میں مزید اطمینان ہو گیا

بھیرہ میں ایک شخص نے نسخ کا مسئلہ پوچھا اور میں نے اپنے فہم کے موافق جواب دیا۔ اور کہا کہ پانچ کے متعلق میری تحقیق نہیں تو اس دوست نے کہا کہ اب ان پانچ پر نظر ڈال لیں۔ میں نے تفسیر کبیر رازی میں بہ تفصیل ان مقامات کو دیکھا تو تین مقام خوب سمجھ میں آ گئے اور دو سمجھ میں نہ آئے تفسیر کبیر میں اتنا تو لکھا ہے کہ شدت اور خفت کا فرق ہو گیا ہے

غرض میں ان کتابوں کو پڑھتا ہوں مگر تعاون علی البر کے لئے نہ اس محبت اور جوش سے جو مجھے پیارے کی پیاری کتاب سے ہے

چوتھی آیت ریل میں حل ہو گئی

پھر میں ایک مرتبہ ریل میں بیٹھا ہوا ایک کتاب پڑھ رہا تھا جیسے بجلی کوند جاتی ہے۔ میں نے پڑھا کہ فلاں آیت منسوخ نہیں۔ میں بڑا خوش ہوا کہ اب تو چار حل ہو گئیں صرف ایک ہی رہ گئی۔

پانچویں بھی حل ہو گئی

بڑی بڑی کتابوں کا تو کیا ذکر میں چھٹ بھیوں کی بھی پڑھ لیتا ہوں۔ مگر اس غرض تعاون علی البرّ کے لئے اس طرح پر ایک میں وہ پانچویں بھی حل گئی۔ اور اس طرح پر خدا کے فضل سے ناسخ منسوخ کا مسئلہ حل ہو گیا۔" (الحکم ۱۴ جنوری سنہ ۱۲ء)

ناسخ منسوخ کے مسئلہ کے حل کے لئے نورالدینؓ نے جو محنت اور سعی کی مجھ کو اس پر کچھ بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان واقعات کو پیش نظر رکھ کر ایک طالب صادق کے لئے بہت سی باتیں نشانِ ملی کی طرح ملیں گی

نورالدینؓ کی غرض تمام علوم وفنون کے مطالعہ اور کتب کی ورق گردانی سے محض قرآن مجید کی خدمت اور اس پر عمل کی توفیق پانا تھا۔ اس میں کس قدر ہمت بلند اور ان تھک کوشش سے کام لیا گیا ہے وہ ظاہر ہے

پھر نورالدینؓ نے جس چیز کو صحیح سمجھ لیا اس کے اظہار میں اس نے ہمیشہ جرأت اور دلیری سے کام لیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کچھ شک نہیں کہ ایک بہت بڑے عالم تھے اور رسمی علوم میں ان کی نظر بہت وسیع تھی۔ اور معلومات کثیر تھے۔ خصوصاً جس زمانہ کا ذکر حضرت نورالدینؓ نے اپنے اس واقعہ میں کیا ہے اس کا علم تازہ اور مناظرانہ کے لئے ایک جوش اس کی طبیعت میں تھا۔ وہ اپنے علم پر ایسا نازاں تھا کہ خدا تعالےٰ کے مامور حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ پر آ کھڑا ہوا۔ طبیعت میں جوش اور تیزی بڑھاپے تک اس میں موجود تھی۔ حضرت نورالدینؓ بھی ان ایام میں جوان تھے۔ اور جس قسم کے قویٰ اللہ تعالےٰ نے آپ کو دیئے تھے۔ ان کو دیکھ کر ایک ہیبت دوسرے انسان پر پڑتی تھی۔ جس سرزمین میں انہوں نے پرورش پائی تھی۔ وہاں کے لوگوں کی طبائع اور عادات کو مدنظر رکھتے ہوئے نورالدینؓ کا اپنے جوش اور غضب کے جذبات پر حکومت ایک عجیب اور قابل عزت نظارہ ہے۔ چینیاں والی مسجد میں مناظرہ غصہ اور غضب کے ایک مجسمہ اور سکینت و اطمینان کے فرشتہ کا مناظرہ نظر آتا ہے۔ پھر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حکیم الامتہ کس طرح پر اپنی کمزوری کا احساس رکھتے ہیں۔ نہ اپنے علم پر گھمنڈ ہے نہ معلومات پر ناز۔ بلکہ اس حالت میں اپنی کمزوری کا اقرار کر کے اندر ہی اندر ہی خدا تعالےٰ کے فضل پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہیں۔ اور اس موقعہ کے حسب حال یہ کہہ کر۔

خدا ہی سمجھائے تو بات ہے

دعا سے کام لیتے ہیں۔

غرض مناظرہ کے وقت اپنے عمل سے بتایا کہ مومن کو جوش اور غضب سے کام نہیں لینا چاہئے ورنہ وہ اپنے عقل و ہوش کو کھو کر خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت سے محروم ہو جائے گا۔ اور یہ بھی سبق دیا کہ اپنی کمزوری کو کسی حال میں بھی بھولنا نہیں چاہئے۔ اور خدا کی رضا مقصود ہو۔ اور اسی سے استعانت و استعداد کی جائے اور حق کے اظہار میں ہمیشہ دلیر اور شجاع ہونا چاہئے۔

پھر اسی سلسلہ میں یہ سبق بھی نورالدینؓ کی زندگی کے اس مواقع سے ملتا ہے کہ مومن تحقیق کے لئے سست قدم نہیں ہوتا اور نہ تھکتا ہے اگر واقعات کے اس سلسلہ کو ملایا جائے تو یہ سالہا سال کے زمانہ پر مشتمل ہے۔ پھر یہ امر بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کسی چھوٹی سی چھوٹی چیز کو بھی فضول اور حقیر نہیں سمجھنا چاہئے۔ ایک معمولی کتاب سے نورالدینؓ نے وہ فائدہ اٹھایا جو اس کو کسی بڑی کتاب سے بھی نہ ہوا تھا۔ یہ طریق ہے کہ جب انسان اسے اختیار کر لیتا ہے تو اس کے منافع سے مزید متمتع ہوتا ہے۔ کس قدر محنت شاقہ نورالدینؓ کو اس ایک مسئلہ کے سمجھنے اور حل کرنے میں کرنی پڑی ہے اس کے تصور اور اندازہ کو میں قارئین کرام کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔

فوز الکبیر سے حضرت حکیم الامتہ کو بہت محبت تھی اور آپ اپنے درس میں اس کو ضرور رکھتے تھے۔ راقم کو جب یہ کتاب پڑھائی تو فرمایا مجھ کو یہ کتاب بہت ہی پسند ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تم اس کا اردو ترجمہ کرو۔ اور اس پر ایسے حواشی بھی لکھ دو جو بعض مضامین کو زیادہ واضح کر دیں۔ اور مسئلہ ناسخ

منسوخ پر بھی ایک حاشیہ لکھو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے اس زمانہ تک ان علوم و حقایق کو کھول دیا ہے جو اس وقت معلوم نہ تھے۔

میں نے اس حکم کی تعمیل میں الحمد للہ اس کتاب کا ترجمہ کر دیا ہے۔ اور وہ ترجمہ آپ کی زندگی ہی میں کیا گیا۔

لاہور میں آل انڈیا نیشنل لیگ کا عظیم الشان جلسہ

ملکی معاملات پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی نہایت اہم تقریر

لاہور ۲۶ ستمبر (بذریعہ ٹیلیفون) آج آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ سے قبل نیشنل لیگ کورز کا جلوس نکلا جس میں ایک ہزار کے قریب باوردی والنٹیرز شریک تھے۔ جلوس خدا کے فضل سے نہایت کامیاب اور لوگوں کی توجہ کا جاذب تھا۔ چار بجے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی جبکہ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ نے حضور کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ اس کے جواب میں حضور نے ملکی معاملات کے متعلق نہایت اہم تقریر فرمائی جس میں کانگرس۔ بین الاقوامی مشکلات اور مختلف اصولی باتوں کی طرف آل انڈیا نیشنل لیگ کو متوجہ کرتے ہوئے تلقین کی کہ اس کا نصب العین بہت بلند ہے اور اس کے ممبروں کے لئے لازمی ہے کہ وہ موجودہ بین الاقوامی ذہنیت میں تبدیلی پیدا کریں۔ تاکہ ہر ایک قوم انسانیت کے معیار پر اپنی بنیاد رکھے۔ اور ملکی تقسیم پر ہی قائم نہ رہے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا یہ ایسی بات ہے کہ اس کو لے کر اگر آل انڈیا نیشنل لیگ اٹھے تو وہ مقصد حاصل کر سکتی ہے جو کانگرس سے بھی اس بارے میں اسے ممتاز کر سکتا ہے۔

حضور نے اس بات پر خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ کانگرس نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر نہایت مفید رنگ میں کام شروع کیا ہے۔

نیز فرمایا۔ ہم سیاست میں پہلے بھی حصہ لیتے تھے مگر جماعتی رنگ میں۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت ہم قانون بدلوا نہ سکتے تھے۔ اور یہ ڈر تھا کہ اگر افراد کو سیاست میں دخل دینے کی اجازت دے دی گئی تو ناکامی کی صورت میں ممکن ہے کہ وہ مشتعل ہو جائیں اور کوئی ایسی حرکت کر بیٹھیں جو خلاف قانون ہو۔ لیکن اب جبکہ جمہوری نظام حکومت قائم ہو رہا ہے اور ایک حد تک حکومت میں لوگوں کا دخل ہو گیا ہے ہم افراد کو بھی سیاست میں حصہ لینے کی اجازت دو شرطوں کے ساتھ دے رہے ہیں۔ اور وہ شرطیں یہ ہیں۔ (۱) ان کا کوئی فعل شریعت کے ۳۴

اور اس کو حضرت حکیم الامۃ نے پڑھا اور درست کیا۔ آپ کے قلم کی اصلاح اصل مسودہ پر موجود ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک اللہ تعالےٰ نے چاہے گا تو چھپ بھی جائے گا۔

* * *

(بقیہ مضمون صفحہ ۲)

میں بھی نہیں ہوتیں۔

کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ بدقسمت بدظن اسی سے دریافت کر لیتا کہ تمہارے خیال میں اس کے متعلق کیا خیال ہے۔ تا وہ اپنے اچھے خیال کو ظاہر کر دیتا۔ تو یہ بدقسمت بدظنی کرنے والا بدگمانی میں مبتلا ہو کر لوگوں کے دلوں کو گندہ نہ کرتا۔

فرماتے

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر تمہارے کسی دوست سے ایسی بات ہو جائے تو اسے نصیحت کر کے تقوےٰ اور پاکیزگی کی طرف لے آؤ اور اس سے پوری ہمدردی کر کے اس کے لئے خدا تعالےٰ کے حضور اتنی لمبی لمبی دعائیں کرو کہ خدا تعالےٰ تمہارے قصوروں پر رحم فرمائے۔ اور تمہارے بھائی کے قصوروں کو بھی معاف فرمائے

---

۳۴ کے خلاف نہ ہو (۲) کوئی فعل خلافِ قانون نہ ہو۔

حضور نے مختلف اقوام میں فسادات کی وجوہات کا ذکر کرتے ہوئے ایک بہت بڑی وجہ یہ بیان فرمائی۔ کہ کسی کو اپنے پیشوا کی ہتک کے متعلق مقدمہ چلانے کی اجازت نہیں بلکہ حکومت اپنے مصالحہ کی بنا پر خود مقدمہ چلاتی ہے جس کا مفید اور موثر نتیجہ نہیں نکلتا۔

آخر میں حضور نے فرمایا۔ ہم تعاون کے ساتھ ملکی آزادی حاصل کر سکتے ہیں۔

حضور کی تقریر نہایت توجہ سے سنی گئی۔ حاضری پانچ چھ ہزار کے درمیان تھی۔ سوا سات بجے نہایت کامیابی کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۲)

کے ایک مضمون پر جو خلافت سے قبل رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۵ نمبر ۳ میں شائع ہوا تھا مندرجہ ذیل ریویو کرتے ہیں:۔

" اس وقت صاحبزادہ کی عمر اٹھارہ انیس سال کی ہے۔ اور تمام دنیا جانتی ہے کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں تو اعلےٰ تعلیم کا شوق اور آزادی کا خیال ان کے دلوں میں ہو گا۔ مگر دین کی یہ ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو اوپر کے بے تکلف الفاظ (یعنی مضمون حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ۔ ناقل) سے ظاہر ہو رہا ہے **ایک خارق عادت بات** ہے۔ صرف اسی موقعہ پر نہیں بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ ہر موقع پر یہ دلی جوش ان کا ظاہر ہوتا ہے ......

اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں اس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افترا ہے تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔ جھوٹ تو ایک گند ہے۔ پس اس کا اثر تو چاہئے تھا کہ گندا ہوتا نہ یہ کہ ایسا پاک اور نورانی **جس کی نظیر ہی نہیں ملتی** اگر ایک انسان افترا کرتا ہے۔ تو اگرچہ وہ باہر کے لوگوں سے اس افترا کو چھپا بھی لے۔ مگر اپنے ہی بچوں سے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں چھپا نہیں سکتا۔"

غرض جس پہلو سے بھی دیکھا جائے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نہ صرف اپنی ذات میں مقدس وجود اور اولوالعزم ہستی ہیں۔ بلکہ آپ کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا درخشندہ نشان ہے۔

پس سخت نادان وہ لوگ ہیں جو آپ کی خلافت کا انکار کر کے فاولٰئک ھم الفاسقون کے وعید کا مورد بنتے ہیں۔ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

خاکسار **مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ**
قادیان

* * *

ایک دفعہ فرمایا

بعض اوقات مجھے کسی دوست پر حسن ظن ہوتا ہے اور بعض لوگ اس کے متعلق ایسی باتیں میرے سامنے کرنے لگتے ہیں۔ کہ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو دعائیں میں اس کے لئے کرتا ہوں ان میں روک ہونے لگتی ہے۔ پس یہ طریق بہت برا ہے۔ ہمارے دوستوں کو اس سے بچنا چاہئے

خطاب بہ مسلمانانِ ہند

از جناب عبد الستار صاحب قمر (اجنالوی)

نغمۂ اسلام کی شیوہ بیانی کیا ہوئی ؟
خلق والفت کی شراب ارغوانی کیا ہوئی ؟
تم کو جس پر فخر تھا وہ کامرانی کیا ہوئی ؟
دولت وثروت کہو اپنی زبانی کیا ہوئی ؟
ہائے اس نیرنگِ گردوں نے کرایا کیا سے کیا
زینتِ اسلام تھے تم کو بنایا کیا سے کیا

. . . .

ظلمتِ شب میں سراپا تم بھی ظلمت ہو گئے
بے وفاؤں میں بدل آزارِ ملت ہو گئے
تم مئے پندار سے سرمستِ وحشت ہو گئے
باغِ رضواں کو بھلا آماجِ غفلت ہو گئے
طعنۂ اغیار کے آماج تم آہ .... ہو گئے
خازنِ علم وہنر بن کر بھی پھر تم سو گئے
درپئے آزار آخر جب ہوا یہ آسماں
جاہ وحشمت لوٹ کر تم کو کیا بے خانماں
قصر وایواں کا ذکر کیا پھر بلا نہ آشیاں
اس نے تہذیبِ حجازی کا نہ چھوڑا کچھ نشاں
صاعقۂ عیش وعشرت نے جلا ڈالا تمہیں
ورطۂ غربت میں پھر ظلمت نے لا ڈالا تمہیں
پھر وہ مکتوم لوائے احمدِ مرسل جو تھا
اک نویدِ جانفزا کے ساتھ پھر وہ وا ہوا
سرزمینِ قادیاں میں پھر جرس بجنے لگا
"تا نہ فیضانِ محمدؐ سے رہے کوئی بچا"
گلشنِ اسلام کی ہر طرف آرائش ہوئی
نام لیوؤں کے لئے ایک آسائش ہوئی
احمدی ہوں احمدیت کا نوا پرداز ہوں
دامنِ محمود کو تھامے سراپا ناز ہوں
لوگ جس لے کو تھے بھولے میں وہی آواز ہوں
نغمے ہندی ہیں مرے لیکن عرب کا ساز ہوں
ساکنانِ ہند ظلمت کی سیاہ پوشی میں ہیں
اور فرزندانِ ملت آج مدہوشی میں ہیں

وصیتیں

نمبر ۸۷۳

منکہ بشیر بیگم زوجہ عبدالرحیم صاحب پراچہ قوم قریشی عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن قادیاں ضلع گورداسپور پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۷ ستمبر ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائیداد منقولہ وغیر منقولہ یہ ہے۔ میرا مہر مبلغ دو ہزار روپیہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اور میرے اپنے پاس زیور مبلغ پانچ صد روپے کا موجود ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میرے مرنے کے وقت کوئی اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہوگی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی روپیہ جائیداد وصیت کردہ کی قیمت میں سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کر دوں۔ یا حوالہ کر دوں تو اس قدر حصہ وصیت کردہ سے منہا ہو جاوے گی۔

العبد: بشیر بیگم بقلم خود حال وارد ڈیرہ دون۔

گواہ شد۔ عبدالرحیم پراچہ بھیری خاوند موصیہ

گواہ شد: سید محمد عبدالحی سیکرٹری انجمن احمدیہ کوہ منصوری۔

نمبر ۸۶۹

منکہ امۃ ممتاز زوجہ میر نصر اللہ خانصاحب شیخ پور قوم میر عمر ۴۳ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن شیخ پورہ تحصیل گجرات۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۷/۸/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

۱۔ میرے مرنے کے بعد میری جسقدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

۲۔ میری موجودہ جائیداد اس وقت یہ ہے حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے زیور طلائی قیمتی ساڑھے آٹھ سو کل ہے۔

۳۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان مد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد۔ امۃ ممتاز بقلم خود شیخ پورہ

گواہ شد۔ میر نصر اللہ خاں احمدی شوہر موصیہ

گواہ شد۔ میر محمد ثناء اللہ خان احمدی سب اسسٹنٹ سرجن برادر موصیہ۔

نمبر ۴۸۷۶

منکہ صوبیدار شیر ولی ولد حیات خان قوم کھوکھر قریشی پیشہ ملازمت عمر ۴۸ سال۔ تاریخ بیعت اوائل ۱۹۳۶ء ساکن وریاہاں ڈاکخانہ کریالہ ضلع جہلم۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱ ستمبر ۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے جس کی کل قیمت ایک ہزار روپیہ ہے۔ وہ ایک پختہ مکان کی صورت میں ہے۔ جو میرے گاؤں وریاہاں میں میری واحد ملکیت ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں ہے۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ ایک سو پچاس روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔

العبد: صوبیدار شیر ولی ۲/۱۴ پنجاب رجمنٹ راولپنڈی حال وارد محلہ دار الرحمت۔

گواہ شد۔ عبد الرحمن مبشر مولوی فاضل قادیان

گواہ شد۔ ملک ستار محمد موصی نمبر ۵۷۶ حال وارد دار الرحمت قادیان۔

نمبر ۴۸۶۵

منکہ فضل نور زوجہ صوبیدار شیر ولی قوم کسر عمر ۲۶ سال۔ تاریخ بیعت اوائل ۱۹۳۴ء ساکن وریاہاں ڈاکخانہ کریالہ ضلع جہلم۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ جو کہ ۱۲۸ روپے نقد کی صورت میں ہے جو مجھے اپنے خاوند صوبیدار شیر ولی صاحب سے بطور حق مہر کے ملا ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں۔ لہذا میں اپنے حق مہر کے روپیہ سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ فضل نور اہلیہ صوبیدار شیر والی صاحب قادیان

گواہ شد۔ شیر ولی صوبیدار خاوند موصیہ

گواہ شد۔ ملک ستار محمد موصی نمبر ۵۷۶ حال قادیان

گواہ شد۔ عبد الرحمن مبشر مولوی فاضل۔

نمبر ۴۸۷۴

منکہ عزیزہ بیگم زوجہ چوہدری غلام احمد صاحب وکیل قوم ــــ عمر ۲۰ سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن دولت پور۔ ڈاکخانہ پٹھان کوٹ۔ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶ اگست ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

الف۔ زیور قیمتی ۸۵۰ روپیہ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) کڑے طلائی ۹ تولہ ۸ ماشہ (۲) آٹھ عدد چوڑیاں طلائی ۷½ تولہ (۳) نکلس طلائی ۳ تولہ ۱۰ ماشہ (۴) بندے طلائی ۳ جوڑیاں ایک تولہ ۵ ماشہ۔ (۵) کلپ طلائی ۸ ماشہ (۶) انگوٹھیاں طلائی ۳ عدد ۹ ماشہ۔ (۷) گھڑی مالیتی ۵۰ روپے

ب۔ نقد ایک سو ساٹھ روپے۔

ج۔ مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ جو کہ میرے شوہر چوہدری غلام احمد صاحب وکیل پٹھان کوٹ کے ذمہ واجب الادا ہے۔ میں مندرجہ بالا جائیداد قیمتی ۲۰۱۰ روپے کے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت بھی جس قدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد۔ عزیزہ بیگم بقلم خود دولت پور

گواہ شد۔ نذیر احمد بقلم خود سیکرٹری جماعت احمدیہ دولت پور پٹھان کوٹ۔

گواہ شد۔ غلام احمد وکیل پٹھان کوٹ خاوند موصیہ دولت پور۔

نمبر ۴۸۷۷

منکہ عمر علی احمدی ولد ملک رحیم بخش صاحب مرحوم قوم کھوکھر پیشہ زمینداری عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن کھوکھر ڈاکخانہ خاص ضلع ملتان۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵ اگست ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری منقولہ جائیداد پارچات کتابوں اور مویشیوں پر مشتمل ہے جس کی قیمت تقریباً ایک ہزار روپیہ کے قریب ہوگی۔ میری غیر منقولہ جائیداد از قسم مکانات واراضیات مواضعات کھوکھر۔ محمد پور کھوکھر۔ سپوڑ تارا گڑھ۔ سلطان پور۔ ہمڑ بچ اور فیروز پور وغیرہ تحصیل ملتان۔ اور مواضعات خانپور دائرہ پور اور چک تحصیل شجاع آباد۔ اور مواضعات بولیوالی۔ جانی۔ چک ابو الفتح۔ یوسف پور عثمان کوریہ اور میراں پور وسجابہ وغیرہ تحصیل مظفر گڑھ اور مواضعات کرپال گڑھ قادر پور تحصیل ملتان میں واقع ہے۔ کل تعداد قریباً ساڑھے نو ہزار بیگھہ ہے۔ اس جائیداد کا جو اس وقت میرے قبضہ ملکیت میں ہے میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور میری وفات کے وقت جو میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

نوٹ نمبر ۱:۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

نوٹ نمبر ۲:۔ کچھ جائیداد میرے دادا نے لنگر کے لئے وقف کیا ہوا ہے۔ اس کا کاغذات میں عملدرآمد نہیں ہے۔ وہ حصہ جائیداد اور اس کے علاوہ جتنی اور جائیداد میں لنگر کی مد میں وقف کروں۔ اس وصیت سے مستثنےٰ سمجھی جائے گی۔

نوٹ نمبر ۳:۔ میں اپنی ششماہی آمد کا دسواں حصہ بھی صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہوں گا۔

العبد۔ عمر علی احمدی بی۔ اے۔

گواہ شد۔ محمد شریف وکیل منٹگمری۔

گواہ شد۔ بشیر احمد سب جج ہوشیارپور

گواہ شد۔ عطاء اللہ پلیڈر امرتسر

گواہ شد۔ محمد عظیم ماجرہ حسن منزل قادیان دارالفضل۔

حضرات افسانہ نگار اور تجارت پیشہ اصحاب کیلئے زرین موقع

"بہارستان ادب"

آسمان صحافت کا روشن ستارہ۔ قومی، وطنی محسوسات کا واحد ترجمان

ہفت روزہ "محافظ" کا فقید المثال

افسانہ نمبر

جو سہارنپور جیسے مرکز علم سے اپنے ظاہری ومعنوی محاسن کے ساتھ دسمبر ۱۹۳۷ء کے آخری ہفتہ میں نہایت شاندار طریقہ سے ڈیڑھ سو صفحات پر شائع ہونے والا ہے۔ اس افسانہ نمبر کے بہترین اور منتخب افسانہ نگار کی خدمت میں بطور انعام ایک گولڈ میڈل پیش کیا جائیگا۔ تجارت پیشہ حضرات اور ایجنٹ صاحبان فوراً متوجہ ہوں۔ افسانہ نمبر کی قیمت (۸ر) تجویز کی جاتی ہے۔ لیکن جو احباب "محافظ" کی مستقل خریداری قبول فرمائیں گے ان کو افسانہ نمبر مفت پیش کیا جائیگا۔ قیمت سالانہ (عہ)

نیاز احمد منیجر ہفت روزہ "محافظ" سہارنپور یو۔ پی

صداقت حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زندہ ثبوت

خدا تعالےٰ کے وعدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ایسے وقت میں ہوئی جبکہ اسلام ایک ایسے دور میں سے گذر رہا تھا۔ کہ اگر خدا تعالےٰ کی نصرت اور تائید حاصل کر کے اس کا کوئی مامور اسلام کے دوبارہ احیاء کے لئے کھڑا نہ ہوتا۔ تو اس کی بربادی میں کوئی کلام نہ تھا۔

مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب وہ بدنظمی، پراگندگی تشتت اور انتشار ہے جو بلائے بے درماں کی طرح ان کے سروں پر مسلط ہے۔ اگرچہ اپنے اندر وحدت اور اتحاد پیدا کرنے کیلئے مسلمان ایڑی چوٹی کا زور لگانے اور ہر قسم کی تدابیر اختیار کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ مگر چونکہ وہ تمام تدابیر ارضی ہوتی ہیں۔ اور انسانی دماغ کی کد و کاوش ان کے پس پردہ کام کر رہی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی یہ تدابیر اور کوششیں پھل نہیں لاتیں۔ بلکہ پراگندگی اور تفرقہ میں آگے سے بھی زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ کو یہ ہرگز منظور نہیں ہے کہ وہ دین جس کے متعلق وہ الیوم اکملت لکم دینکم کی خوشخبری دے چکا ہے۔ اس کے پیرو ایک لمبے عرصہ تک اسی طرح پراگندگی اور کس مپرسی کی حالت میں پڑے رہیں۔ جبکہ خدا تعالےٰ کا حسب منطوق آیۃ وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الّذین من قبلھم و لیمکّننّ لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم و لیبدّلنّھم من بعد خوفھم امنا۔ مومنین سے وعدہ ہے کہ جب اسلام نرغۂ اعداء میں گھر چکا ہو گا۔ اور امت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ تو موسوی سلسلہ کی طرح اس امت میں بھی خلافت کو پھر جاری کر کے اسلام کو اپنی پہلی حالت میں ظاہر کروں گا۔ اور اس کی پراگندگی اور تشتت کے خوف کو امن سے بدل دوں گا۔ چنانچہ یہ عظیم الشان وعدہ خدا تعالےٰ نے عین وقت پر پورا کر دیا۔ اور ایک فارسی الاصل مامور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امت محمدیہ کے دوبارہ احیاء کے لئے مبعوث فرمایا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ جمعہ کی آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم (یعنی آخرین میں جن کا ابھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے الحاق نہیں ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ ظلّی اور بروزی طور پر مبعوث ہوں گے) کی تشریح فرماتے ہوئے اپنا دست مبارک حضرت سلمان فارسیؓ پر رکھ کر پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ اگر ایمان ثریا پر بھی جا چکا ہو گا تو ان میں سے یعنی اہل فارس میں سے ایک فرد یا کچھ افراد ایسے ہوں گے جو ایمان کو ثریا سے زمین پر واپس لائیں گے (صحیح بخاری کتاب التفسیر)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے قرآن کریم اور احادیث میں جہاں سینکڑوں پیشگوئیاں ہیں جو روز روشن کی طرح پوری ہوئیں۔ اور لاکھوں مومنین کے لئے مشعل ہدایت بنیں وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک یہ پیشگوئی بھی ہے کہ یتزوج و یولد لہ یعنی مسیح محمدی شادی کرے گا۔ اور پھر اس کو (صالح اور پاک) اولاد دی جائے گی جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق جس کا ابھی ذکر کیا جا چکا ہے۔ جس میں صرف ایک نہیں بلکہ ایک سے زیادہ اہل فارس کا ذکر ہے جو اس ایمان کو پھر قائم کریں گے۔ خواہ وہ ثریا پر ہی چلا جائے۔ اس پیشگوئی کے مطابق یہ ضروری تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نیک سرشت اور پاک اولاد دیتا۔ تاکہ وہ رجالٌ من ھٰؤلاء کے مصداق بنتی۔ اور احیاء امت و تائید دین میں اپنے مقدس باپ کی نظیر ہوتی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں۔ "یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہو گی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہو گا۔ اور دین اسلام کی حمایت کرے گا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

طالمود میں ہزارہا سال قبل سے یہ پیشگوئی چلی آ رہی ہے کہ دو مسیح آئیں گے۔ پہلے مسیح کی اولاد نہیں ہو گی۔ لیکن دوسرا شادی کرے گا۔ جس کی اولاد ہو گی۔ اور اس کا لڑکا اس کا جانشین ہو گا۔ اسی طرح حضرت نعمت اللہ صاحب ولی نے اپنی ایک نظم میں تیرھویں صدی کے فساد دین کے ذکر کے بعد بعثت مسیح موعودؑ کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا ہے ؎

دور او چوں شود تمام بکام ۔ پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائیگا۔ تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ اس مصرع کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "مقدر یوں ہے کہ خدا تعالےٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا۔ جو اس کے نمونہ پر ہو گا۔ اور اسی کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا۔ اور وہ اس کے بعد اس کا یادگار ہو گا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے"

(نشان آسمانی صفحہ ۱۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ موعود فرزند اور آپؑ کے جانشین حضرت امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں۔ جن کے وجود باجود میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یتزوج و یولد لہ والی پیشگوئی اور طالمود کی پیشگوئی اور حضرت نعمت اللہ صاحب ولی کی مندرجہ ابیات پیشگوئی اور اسی طرح کی اور بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی پیدائش سے قبل خدا تعالےٰ سے متعدد بشارات پا کر علیٰ رؤس الاشہاد اس کا اعلان فرما دیا تھا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ ... تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہو گا۔ ...... اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کأنّ اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا

نور آتا ہے۔ نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

خدا تعالےٰ نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کو اپنی ہستی اور اپنی قدرت کا ثبوت قرار دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے کا بھی اسے ثبوت ٹھہرایا ہے۔ اور ساتھ ہی ان مہتم بالشان دینی خدمات کا ذکر فرمایا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی خاص تائید سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرزند گرامی بجا لائے گا۔ اور دنیا کی قومیں اس سے برکت حاصل کریں گی۔ چنانچہ ہم نے دھڑلے آپ کے سامنے اس عظیم الشان پیشگوئی کا مصداق پیش کرتے ہیں جس کے وجود میں ہر پہلو سے یہ تمام پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں وہ امامنا حضرت امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے متعلق اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں شائع فرمایا تھا کہ "ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود ہوگا۔ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے"۔ یہ پیشگوئی بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پیدائش سے۔ اور پھر آپ کی خارق عادت اولوالعزمی اور اعلیٰ کارناموں سے جن کا بدسے بدتر دشمنوں کو بھی اقرار کرنا پڑتا ہے پوری ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور آپ کی خلافت کی حقانیت کا ایک اور ثبوت آپ کی مخالفت اور معاندین کی فتنہ پردازی ہے۔ کیونکہ یہ بھی سنت اللہ ہے کہ جتنی بڑی ہستی ہو۔ اور جتنی بلند شان کا انسان ہو اس کی مخالفت بھی اسی پیمانہ پر ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ کی ہر رنگ میں مخالفت ہوئی۔ حتیٰ کہ جب خدا تعالےٰ نے آپ کو مسند خلافت ثانیہ پر بٹھایا تو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء جن کے ہاتھ میں سلسلہ کے تقریباً سب انتظامات تھے نہ صرف سب کچھ سمیٹ کر جماعت سے علیحدہ ہو گئے۔ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پورے زور سے مخالفت شروع کر دی۔ اور اس خلافت کو جسے خدا تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق احیاء اسلام کے لئے قائم کیا تھا۔ مٹانے کا ارادہ کر لیا۔ گو بظاہر مال و دولت اثر و رسوخ اور ایسے ہی تمام دنیوی اسباب ان غیر مبائعین کے ساتھ تھے۔ مگر خدا تعالےٰ کے اس رحمت کے نشان کے ساتھ حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آیا۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ گیا۔ اور باوجود بے سروسامانی اور چاروں طرف سے مخالفت کے جس اولوالعزمی سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس مہم کو سر کیا۔ اور عظیم الشان کامیابی حاصل کی۔ اور جماعت کو اپنی قیادت میں تمام دشوار گذار راستوں میں سے صحیح و سلامت گذار کر ترقی اور عروج کے مقام پر لا کھڑا کیا۔ اس کا آج ہر دوست و دشمن معترف ہے۔

اسی طرح خلافت ثانیہ کے خلاف اور بھی خطرناک فتنے ظاہر ہوتے رہے ہیں اور ایک تازہ فتنہ آجکل اٹھا ہے مگر خدا تعالےٰ کی سنت کے مطابق یہ فتنہ بھی مٹ جائیگا اور اس کا انجام بھی پہلے فتنوں کی طرح نہایت عبرتناک ہوگا۔ باوجود ان تمام مخالفتوں اور فتنوں کے جماعت خدا تعالےٰ کے فضل سے روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔ اور وہ درخت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لگایا تھا۔ اس کی شاخیں آپ کی اولاد کے ہاتھوں تمام دنیا میں پھیل رہی ہیں۔

میں آخر میں مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین کی ایک تحریر پیش کرتا ہوں جس میں انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وجود باوجود حضرت مسیح موعود علیہ موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(بقیہ مضمون صفحہ ۸ پر دیکھیں)

بعض قیمتی کتب کی فروختگی

ایک معزز دوست نے میرے پاس مندرجہ ذیل کتب کی فہرست ارسال کی ہے کہ وہ چونکہ ان کتب سے مستغنی ہیں اسلئے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کسی دوست کو ان کتب میں سے کوئی کتاب پسند ہو تو وہ پیشگی قیمت بھیج کر یا وی۔ پی طلب فرما کر خرید سکتے ہیں۔ اہل علم حضرات توجہ فرماویں۔

درخواستیں م۔ ب معرفت دفتر اخبار الحکم قادیان

نمبر شمار	نام کتب	تعداد صفحہ	نام مصنف	قیمت اصلی
۱	ترکوں کی معاشرت دو حصہ	۱۴۱ ۱۹۲	خالد خلیل ایم اے۔ ایم ایس ترجمہ ترک عبد الرحمانی	عہ/
۲	مرثیہ دبیر دو جلد	۴۲۸ ۵۲۲	مرزا دبیر لکھنوی	صہ/
۳	نغمات العنبریہ من انفاس القدسیہ	ایک حصہ ۶۹۱	مولانا مولوی محمد تقی حیدر	۸ے/
۴	ترجمہ ابن خلدونؒ دو حصہ	۳۴۸ ۳۴۸	حکیم محمد حسین صاحب الہ آبادی	للعہ/
۵	ذبح عظیم سوانح حضرت امام حسن رضؓ	۶۱۰	سید اولاد حیدر فوق بلگرامی	۳ے/

نمبر شمار	نام کتب	تعداد صفحہ	نام مصنف	قیمت
۶	خاندان موصل	۲۴	سردار احمد خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر	عہ/
	گنجینہ ظرافت	۸۰	گنجینہ زراعت، ۳۲۸	ے/
	گنجینہ صداقت	۸۲	شبلی نعمانی	۱۰/
۷	المیزان	۶۱۰	موازنہ انیس و دبیر سید نظیر الحسن فوق رضوی	ے/
۸	رحمۃ اللعالمین سیرۃ النبی	۵۰۴	قاضی محمد سلمان منصور پوری	ے/
۹	بہشت بہشت	۲۱۴	فضل الدین حنیف الدین لاہور	
۱۰	رباعیات شوق	۲۰۰	لالہ ورودت ق	۸عہ/
۱۱	اعجاز عشق دو حصہ	۲۴-۲۲	محمد عبد الرحمن شاطر	۱۲/
۱۲	کریما خیالی	۴۴	مولانا مولوی محمد بخش صاحب خیالی	۸/
۱۳	روئیاق مغل ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۲ء	۹۰۰	مرزا عبد القادر خاں عرف مرزا محمد آغا خاں قاچاری	صہ/
۱۴	مصباح الکلام طریق السلام	۴۹۱	محمد عبد الغفور فاروقی	عا/
۱۵	عربوں کا تمدن	۱۴۴	سید نذیر نیازی بی۔ اے	عا/
۱۶	سخندان فارس	۳۱۷	مولوی محمد حسین صاحب آزاد	۸/
۱۷	تحقیق الادیان	۵۴۸	خان بہادر میاں غلام فرید خاں صاحب	للعہ/
۱۸	فسانہ نادر	۱۶۲	شیخ فتح محمد صاحب نادر	۳عہ/
۱۹	مرقع عجم	۵ جلدیں	شیخ فضل الٰہی صاحب جادو رقم قیمت فی جلد	ے/
۲۰	یادگار تاجپوشی ۱۱ء دو حصہ	۸۲۶ ۸۲۶	منشی دین محمد صاحب ایڈیٹر میونسپل گزٹ لاہور	لعہ/